نقدِ رجال میں امام بوصیری کا منہج مصباح الزجاجہ کی روشنی میں

Imām Būṣīrī and His Methodology of authentication of narrations in his book "Miṣbāḥ al-Zujajah fī Zawaed ibn Mājah"

محمد شفیق *
ڈاکٹر مرسل فرمان **

Abstract:

Imām Ahmad Al- Būṣīrī is a famous Muhaddith of the 8th Hijra century. He has authored many important works in the field of Hadith. One of them is his famous book: "Miṣbāḥ al-Zujajah fī Zawaed ibn Mājah".

Imām Būṣīrī is an important scholar of the field of 'Ilm al-Jarḥ wa al-Ta'dīl. In the book mentioned above, the Imām has collected only those aḥādīth of the book Sunan Ibn Mājah, which were reported by Imām Ibn Mājah only apart from the other authors of the six books of Sunan.

After collection, Imām Būṣīrī clarified the authentic and unauthentic narrations. There were some narrations about which he remained silent.

This paper aims to discuss the methodology of Imām Būṣīrī in authentication of narrations of his book "Miṣbāḥ al-Zujajah fī Zawaed ibn Mājah".

Keywords: Ḥadith, 'Ilm al-Jarḥ wa al-Ta'dīl, Imām Būṣīrī, Miṣbāḥ al-Zujajah fī Zawaed ibn Mājah.

---

* پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر، جامعہ ہزارہ، مانسہرہ
** چیئرمین، شعبہ سیرت، جامعہ پشاور

اسلام کے بنیادی ماخذ میں قرآن مجید کے بعد احادیث مبارکہ ہیں، جب کچھ لوگوں نے اپنے مذموم مقاصد حاصل کرنے کے لیے خود ساختہ احادیث پیش کیں تو علماء نے احادیث صحیحہ کو من گھڑت احادیث سے جدا کرنے کی جو مبارک سعی کی اس کے صلے میں اللہ پاک نے مسلمانوں کو علم اسماء الرجال اور علم جرح و تعدیل عطا کیا، یقینا یہ مہتم بالشان علم ہے عبداللہ بن مبارک اس علم کے بارے میں فرماتے ہیں "الْإِسْنَادُ مِنَ الدِّينِ، وَلَوْلَا الْإِسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَاءَ مَا شَاءَ "[۱] اسناد یعنی اسماء الرجال اور جرح و تعدیل دین کا حصہ ہے ورنہ جس کے دل میں جو آئے گا وہ کہے گا۔ علم جرح و تعدیل میں مسلمانوں کا ثانی کوئی نہیں ہے، مسلمان علماء نے اپنے نبی ﷺ کی احادیث مبارکہ کو محفوظ کرنے کے لیے اپنی پوری پوری زندگیاں وقف کی ہیں ،یوں تو جرح و تعدیل کا آغاز دور صحابہ ہی سے ہو چکا تھا، صحابہ کے بعد تابعین نے اس کام کو آگے بڑھایا تابعین کے زمانے میں اس کی ضرورت زیادہ تھی کیونکہ فتنہ وضع حدیث نے سر اٹھالیا تھا اور جو جنگ وہ میدان کارزار میں ہار چکے تھے اسے اس طرح جیتنا چاہتے تھے۔ مگر تابعین کرام اور تبع تابعین نے اس دور کے مطابق جرح و تعدیل کے ذریعے اس فتنہ کی سرکوبی کی بالخصوص امام شعبہ جرح و تعدیل کے مرد میدان بن کر نمودار ہوئے[۲]۔ پھر ان کے تلامذہ نے اس کام کو آگے بڑھایا یہاں تک کھرے کھوٹے کی خوب پہچان کرکے جرح و تعدیل کی کڑی نگرانی میں اور حفاظت ربانی میں کتب الصحاح الستہ وجود میں آئیں اور یہی دور اصحاب الستہ کا دور متقدمین اور متاخرین آئمہ جرح و تعدیل کے مابین حد فاصل ہے۔

تیسری صدی کے اختتام پر تدوین حدیث کا کام تقریبا مکمل ہو چکا تھا اور چند ہی کتابیں ایسی تھیں جو چوتھے اور پانچویں دور میں مدون ہوئیں چوتھی صدی کے اختتام پر ائمہ پر نئے اقوال نقد (جرح و تعدیل) کا دروازہ بند ہو گیا کیونکہ کہ تقریبا تمام رواۃ حدیث کے احوال پر تنقیدی کام مکمل ہو چکا تھا اس کے بعد ان ہی اقوال کی جمع و ترتیب ، تشکیل وتدوین ، استنباط و استخراج ، بحث و مباحثہ ، قواعد و ضوابط ، تطبیق و ترجیح ، اور آئمہ ناقدین کے احوال و انداز تجریح و تعدیل کا لامتناہی سلسلہ شروع ہوا، ابتداء ہی سے ہمیں ہر دور میں اِئمہ رجال کے کارناموں کا تذکرہ ملتا ہے، جنہوں نے اپنے اپنے منہج کے مطابق رجال حدیث پر نقد کیا اور انکے احوال کو دنیا کے آگے واضح انداز میں پیش کرکے اِحادیث رسول کریم ﷺ کی خدمت فرمائی، دور صحابہ میں مشہور نام ابوبکر صدیق "رضی اللہ عنہ عمر بن الخطاب "رضی اللہ عنہ کے ہیں جنہوں نے نقد

رجال کی داغ بیل ڈالی،[۳] تابعین میں ہمیں عامر بن شراحبیل الشعبی، محمد بن سیرین ، سعید بن المسیب، سعید بن جبیر کے نام ملتے ہیں۔[۴]

بعد کے ادوار میں إمام اِوزاعی شعبہ بن الحجاج إمام بخاری إمام مسلم اِبو حاتم اِبو زرعہ اورإمام دار قطنی قابل ذکر ہیں۔ متاخرین میں إمام مزی، إمام ذہبی إمام ابن حجر عسقلانی، إمام سخاوی کسی تعارف کے محتاج نہیں[۵]۔ ان کے علاوہ اور بھی بھی بہت سے آئمہ ہیں جن کے اقوال نقد بھی معتبر ہیں مگر یہ مقالہ سب کا احاطہ کرنے کا متحمل نہیں ہے۔ ائمہ جرح و تعدیل میں سے کچھ آئمہ ایسے ہیں جو جرح و تعدیل میں کثیر الاقوال ہیں جیسے امام مالک ، امام شعبہ بن الحجاج۔ کیونکہ ان آئمہ کو جرح و تعدیل کی جرورت زیادہ پیش آئی تو ان کو بمطابق ضرورت کلام بھی زیادہ کرنا پڑا۔اور کچھ آئمہ وہ ہیں جو قلیل الکلام ہیں انھوں نے بہت کم راویوں پر کلام کیا ہے۔ جیسے امام ابو حنیفہ ، امام شافعی، ابن عیینہ ان حضرات کو ضرورت ہی کم پیش آئی ہے اس لیے حسب ضرورت ہی کلام کیا ہے۔

ان ہی جبال العلم میں امام بوصیری ہیں جنہوں نے زوائد احادیث کے رواۃ پر کلام کیا ہے ذیل میں امام بوصیری اور ان کی کتاب مصباح الزجاجہ اور ان کے منہج کا ذکر کیا جارہا ہے۔

امام بوصیری کا نام و نسب:

آپ کا نام احمد بن ابی بکر (عبدالرحمان) ابن اسماعیل بن قائماز بن عثمان بن عمر الشافعی ہے،آپ کو الشیخ، الحافظ ،شہاب الدین کے القاب سے نوازا گیا[۶]، إمام زرکلی نے متقدمین سے تفرد اختیار کرتے ہوئے انکے والد کا نام عبد الرحمٰن ذکر کیا ہے[۷]۔ یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کے والد کی کنیت ابو بکر اور اصل نام عبدالرحمان ہو۔

پیدائش ووفات:

امام بوصیریؒ مصر کے شہر ابوصیر میں محرم 762ھ بمطابق 1360ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے ایک استاد کے کہنے پر ابوصیر سے قاہرہ منتقل ہوئے۔ گراں قدر علمی خدمات سرانجام دینے کے بعد اسی قاہرہ میں واقع مدرسہ السلطان حسن میں 8 محرم الحرام سن 840 ھ بمطابق 1436ھ کو راہی عالم بقاء ہوئے۔آپ نے عمر 78 سال پائی۔ طشتمر الدوادار میں دفن کیے گئے۔[۸]

اولاد و اخلاف:

اگرچہ مصادر میں انکی اولاد کا ذکر نہیں ملتا لیکن اِمام سخاوی نے انکے ایک بیٹے کا ذکر فرمایا[۹]، جنکا نام تحقیق کے بعد محمد معلوم ہوتا ہے[۱۰]۔

تعلیم و تربیت:

امام بوصیری نے ابتدائی تعلیم بوصیر میں حاصل کی بعدازاں علوم اسلامیہ میں مہارت حاصل کرنے کے لیے قاہرہ تشریف لائے ہی لیا" جہاں آپ نے رائج الوقت علوم اسلامیہ میں مہارت حاصل کی ۔[۱۲]"آپ کے شیوخ میں شیخ نورالادمی، شیخ یوسف بن اسماعیل انبابی (823ھ)، قاضی القضاۃ عزالدین ابو عمر بن عبدالعزیز بن قاضی القضاۃ بدالدین ابی عبداللہ محمد بن ابراہیم بن سعداللہ بن محمد بن ابراہیم بن جماعۃ(م768) ، ابراہیم بن احمد بن عبدالواحد التنوحی (م800ھ) ،بدرالدین قدسی ، حافظ عبدالرحیم بن الحسین بن عبدالرحمان بن ابو الفضل زین الدین العراقی ثم المصری(806ھ) ، علی بن ابی بکر بن سلیمان بن ابی بکر بن عمر بن صالح نورالدین الھیثمی المصری(م807ھ) شامل ہیں اور حافظ احمد بن علی بن محمد المعروف ابن حجر عسقلانی (م852ھ) سے بھی استفادہ کیا اور ان کی شہرہ آفاق کتاب لسان المیزان اور دیگر تصانیف کی سماعت کی۔[۱۳]امام بوصیری کے شاگردوں کا تذکرہ کتب تراجم و تواریخ میں بہت کم ملتا ہے۔بلکہ آپ کی حیات کے جملہ پہلو اسی تشنگی کا شکار ہیں۔ مگر یہ بات بھی قرین قیاس اور ناقابل تردید ہے کہ آپ سے بہت سے نامور اہل علم نے اکتساب فیض کیا ہوگا یہ الگ بات ہے کہ تاریخ نے اس رشتہ کو اپنے ریکارڈ میں محفوظ نہیں کیا۔ بلکہ علامہ سخاوی فرماتے ہیں" سمع مِنْهُ الْفُضَلَاء"آپ سے فضلاء نے سماعت کی۔[۱۴]البتہ آپ کے ایک شاگرد کا ذکر کتب تراجم میں صراحت کے ساتھ ملتا ہے جن کا نام نجم الدین عمر بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد الھاشمی المکی الشافعی المعروف بابن فھد (م885ھ)الامام العالم العریق" ذکر کیا جاتا ہے۔[۱۵]

تصنیفات و تالیفات:

امام بوصیری نے کل آٹھ (8) کتابیں تصنیف کی ہی

۱ :مصباح الزجاجه في زوائد ابن ماجه:

اس کتاب میں سنن ابن ماجہ کی زوائد احادیث کی تخریج کے ان پر حکم لگانے کے ساتھ رواۃ پر بحث کئی گئی ہے۔

۲: اتحاف المهرة الخيرة بزوائد المسانيد العشرة:

امام بوصیری نے اس کتاب میں ''المسانید العشرہ'' کے زوائد کی تخریج کرکے احادیث پر حکم لگایا ہے۔

۳: فوائد المنتقیٰ لزوائد البيهقي:

اس کتاب میں امام بوصیری نے امام بیہقی کی السنن الکبریٰ کی ان روایات کی تخریج کی ہے جو صحاح ستہ میں شامل نہیں ہیں[۱۶]۔

۴ :جزء فی احاديث الحجامه:

اس کتاب میں امام بوصیری نے حجامہ کے موضوع پر احادیث جمع کی ہیں۔

۵ :عمل اليوم والليله:

اس کتاب میں روزمرہ معمول کے اذکار و معمول صالحہ کا ذکر ہے۔اس کتاب کا تذکرہ مصادر ہی میں ملتا ہے ابھی تک ہماری دسترس اس کے مطبوعہ نسخہ تک نہیں ہو سکی۔

۶ :جزء فی ''خصال تعمل قبل الموت فيمن يجرى عليه عمله بعد الموت'' **ایصال ثواب** کے ثبوت اور فضائل پر مشتمل ہے۔

۷: تحفة الحبيب الى الحبيب بالزوائد فى الترغيب والترهيب اس کتاب میں امام بوصیری نے امام منذری کی کتاب الترغیب والترھیب میں سے ان احادیث کو ذکر کیا ہے جو صحاح ستہ میں نہیں ہیں۔

۸ : زوائد نوادرالاصول للحكيم الترمذی:

نوادر الأصول في أحاديث الرسول صلى الله عليه وسلم محمد بن علي بن الحسن بن بشر، أبو عبد الله، الحكيم الترمذي (المتوفى: نحو ۳۲۰ھ نے یہ کتاب تصنیف کی ہے امام بوصیری نے اس کتاب کے زوائد و مفاریدپر زوائد نوادرالاصول للحكيم الترمذی نام کی کتاب لکھی۔[۱۷]

مصباح الزجاجہ فی زوائد ابن ماجہ کا تعارف:

صحاح ستہ میں شامل کتاب سنن ابن ماجہ کو اہل علم اور طلبہ حدیث کے ہاں بہت مقبولیت حاصل ہے۔اور آغاز ہی سے اس کتاب کے مختلف جوانب و اطراف پر تحقیقی، تشریحی، تدریسی، تنقیدی کام ہوتے رہے۔اسی سلسلے کی ایک کڑی زوائد ابن ماجہ بھی ہے۔زوائد سے مراد وہ احادیث ہیں جو صرف ابن ماجہ میں ہیں باقی صحاح خمسہ میں نہیں ہیں۔زوائد ابن ماجہ کی اہل علم نے اپنی اپنی بساط کے مطابق ان کی

نشان دہی کی ہے، مگر اس سلسلے میں سب سے اچھا کام اپنے دور میں امام بوصیری نے کیا ہے۔انھوں نے تمام زوائد کو جمع کیا ہے، ہر حدیث پر حکم بھی لگایا ہے، شواہد اور متابع بھی پیش کیے ہیں اور راویوں پر کلام بھی کیا ہے۔امام بوصیری کے اس عظیم الشان کام کو بعد میں اہل علم کے ہاں مقبولیت حاصل ہوئی بلکہ بوصیری کی وجہ شہرت اور دوام بھی یہی کام بنا،اگر امام بوصیری کے حصہ میں یہ کام نہ آتا تو شاید آج اہل علم امام بوصیری سے متعارف ہی نہ ہوتے۔اور ابن ماجہ پر کسی بھی نوعیت کا تحقیقی کام کرنے کے لیے مصباح الزجاجہ مصدر کی حیثیت رکھتی ہے۔اس کتاب کی تکمیل 20صفر 815ھ میں ہوئی۔اس کتاب کو جدید طرز پر مکتبہ دارالعربیہ بیروت نے 1984ء بمطابق 1404ھ نے چار جلدوں میں شائع کیا ہے۔[۱۸]

نقدِ رجال میں امام بوصیری کا منہج:

۱. **امام بوصیری غیر معروف راوی کا مختصر مگر جامع ترجمہ پیش کرتے ہیں**-مثلا حَدثنَا مُحَمَّد بن عبد الله بن نمير حَدثنَا أبي عَن مُحَمَّد بن إِسْحَاق عَن عبد السَّلَام عَن الزهرى عَن مُحَمَّد بن جُبَير بن مطعم عَن ابيه قَالَ قَامَ رَسُول الله صلى الله عليه بالخيف من منى فَقَالَ نضر الله امْرأ سمع مَقَالَتي فبلغها فَرب حَامِل فقه غير فقيه وَرب حَامِل فقه إِلَى من هو افقه منه حَدثنَا عَليّ بن مُحَمَّدحَدثنَا خَالِي يعلى ح وَحدثنَا هشام بن عمارثَنَا سعيد بن يحيى قَالَا حَدثنَا مُحَمَّد بن إِسْحَاق عَن الزهرى عَن مُحَمَّد بن جُبَير بن مطعم عَن أَبيه عَن النَّبِي صلى الله عليه بنحوه هذا إِسْنَاد ضَعِيف لضعف عبد السَّلَام وهو ابْن أبي الْجنُوب [۱۹]**اس روایت کی سند میں عبدالسلام کا ترجمہ ابن ابی الجنوب پیش کرکے جامع مانع انداز میں ترجمہ کرنے کے ساتھ ساتھ ابہام ختم کرکے عبدالسلام کو ممتاز کر دیا۔**

۲. **ایک نام کے بہت سے رواۃ ہیں جن کے نام کے ساتھ کوئی ایسی علامت نہیں ہوتی جس سے اس کی تعیین ہوسکے اور اس کی تعیین کے لیے دقت نظر سے غور و فکر کرنا پڑتا ہے امام بوصیری ایسے مقامات پر تعیین کرتے ہیں، مگر بسا اوقات اصل نام کی تعیین میں امام بوصیری سے سہو بھی ہو جاتا ہے۔مثلا**حَدثنَا هشام بن عمار حَدثنَا الْوَلِيد بن مُسلم حَدثنَا إِسْحَاق بن عبد الله الْمَدِينِيّ قَالَ سَمِعت عبد الله بن أبي مليكَة يَقُول سَمِعت عبد الله بن عَمْرو بن الْعَاصِ يَقُول قَالَ رَسُول الله صلى الله عليه وسلم أَن للصَّائِم عِنْد فطره لدَعْوَة مَا ترد فَقَالَ ابْن أبي مليكَة سَمِعت عبد الله بن عَمْرو يَقُول إِذا أفطر اللهم إِنِّي أَسأَلك بِرَحْمَتك الَّتِي

وسعت كل شَيْء أَن تغْفر لي هذا إِسْنَاد صَحِيح رجاله ثِقَات رَوَاه الْحَاكِم فِي الْمُسْتَدْرك عَن عبد الْعَزِيز بن عبد الرَّحْمَن الدباس عَن مُحَمَّد بن عَليّ بن زيد عَن الحكم بن مُوسَى عَن الْوَلِيد به حَدثنَا إِسْحَاق فَذكره وَرَوَاه البهيقى من طَرِيق إِسْحَاق بن عبيد الله قَالَ عبد الْعَظِيم الْمُنْذِرِيّ فِي كتاب التَّرْغِيب وَإِسْحَاق هذا مدنِي لَا يعرف قلت قَالَ الذَّهبى فِي الكاشف صَدُوق وَذكره ابْن حبَان فِي الثِّقَات لِأَن إِسْحَاق بن عبيد الله[20] بن الْحَارِث قَالَ النَّسَائِيّ لَيْسَ به بَأْس وَقَالَ أَبُو زرْعَة ثِقَة وَبَاقِي رجال الْإِسْنَاد على شَرط البُخَارِيّ[21] **امام بوصیری نے اسحاق مدنی کی تعیین اسحاق بن عبداللہ بن الحارث بن کنانہ القرشی العامری سے کی ہے۔ حالانکہ یہ حدیث ضعیف ہے اور اسحاق** سے مرادإسحاق بن عبيد الله بن أبي المهاجر المخزومی (أخو إسماعيل)ہے [22] **اسحاق بن عبداللہ بن الحارث بن کنانہ القرشی العامری کے اساتذہ میں ابو ملیکہ نام کا کوئی شیخ تراجم میں مذکور نہیں اور نہ ہی ان کے تلامذہ میں الولید بن المسلم نام کا کوئی تلمیذ موجود ہے۔**

۳. **امام بوصیری اسناد پر کلام کرتے ہوئے اپنے استاد امام ابن حجر[23] کے انداز کو اپناتے ہیں، یعنی ائمہ ناقدین کے اقوال کی روشنی میں حکم لگاتے ہیں لہٰذا جرح و تعدیل میں آپ ناقد سے زیادہ ناقل ہیں،**[24]

۴. **جس راوی کے متعلق ائمہ اناقدین کے اقوال مختلف ہوتے ہیں آپ اس کے بارے میں مختلف فیہ کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔** حَدثنَا هشام بن عمارحَدثنَا عبد الحميد بن حبيب حَدثنَا الْأَوْزَاعِيّ حَدثنَا عبد الْوَاحِد بن قيس حَدثنِي نَافِع عَن ابْن عمر قَالَ كَانَ رَسُول الله صلى الله عليه وسلم إِذا تَوَضَّأ عَرك عارضيه بعض العرك ثمَّ شَبكَ لحيته باصابعه من تحتها هذا إِسْنَاد فيه عبد الْوَاحِد وهومُخْتَلف فيه[25]

۵. **دیگر ائمہ محدثین و ناقدین کی طرح امام بوصیری بھی فیہ نظر اور فیہ مقال کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں:** حَدثنَا الْعَبَّاس بن الْوَلِيد وَأحمد بن الازهر قَالَا حَدثنَا مَرْوَان بن مُحَمَّد حَدثنَا يزِيد بن السمط حَدثنَا الْوَضِين بن عَطاء عَن مَحْفُوظ بن عَلْقَمَة عَن سلمَان الْفَارِسِي أَن رَسُول الله صلى الله عليه وسلم تَوَضَّأ فَقلب جُبَّة صوف كَانَت عليه فَمسح بها وجهه هذا إِسْنَاد صَحِيح رِجَاله ثِقَات وَفِي سَماع مَحْفُوظ عَن سلمَان نظر[26]

٦. امام بوصیری اکثر اسی حدیث پر حکم لگاتے ہیں جو حکم کی مستحق ہو یعنی دیگر اہل علم نے بھی اس پر کوئی حکم لگایا ہو۔ ورنہ صرف تخریج کرتے ہیں۔

٧. امام بوصیری توثیق میں اکثر اوقات ابن حبان پر اعتماد کرتے ہیں اور ان کے اقوال بھی نقل کرتے مثلا وقیع کے بارے میں فرماتے ہیں هذا إسْنَاد فيه مقَال وَكِيع ذكره ابْن حبَان فِي الثِّقَات وذكره الذهبى فِي الْمِيزَان[٢٧]

٨. امام بوصیری بسا اوقات کسی حدیث اور راوی پر حکم لگاتے ہیں تو جب دوبارہ وہ روایت یا راوی مذکور ہو تو اس پر پہلے والے حکم کے خلاف بھی حکم لگا دیتے ہیں۔ جیسا کہ الحارث الاعور کے متعلق آپ نے مختلف حکم لگایا ہے ایک مقام پر فرمایا یہ ضعیف ہے[٢٨] دوسرے مقام پر فرمایا اس کے ضعیف ہونے پر سب کا اتفاق ہے،[٢٩] تیسرے مقام پر فرمایا مدینی نے اسے کذاب قرار دیا ہے۔[٣٠]

٩. اور بسا اوقات آپ راوی پر کوئی حکم لگانے سے احتراز کرتے ہیں وہاں آپ فیہ نظر کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں اور جن احادیث واسناد پر آپ نے سکوت اختیار کیا ہے ان میں سے بعض صحیح، قابل اعتبار، اور قابل حجت بھی ہیں بلکہ ان کے متن اور رجال باقی صحاح خمسہ میں بھی ہیں، ان کے شواہد ومتابعات بھی باقی صحاح میں موجود ہیں جس سے ان احادیث پر ضعف کا شبہ ساقط ہو جاتا ہے مثلاوَإِن أَبَا بردة اسْمه بريد بن عبد الله فيه نظر وَإِن اسمه عَمْرو بن يزِيد كَمَا ذكره الْمزي فِي الْأَطْرَاف والتهذيب-[٣١]

١٠. امام بوصیری کا توثیق میں ایک ہی اسلوب ہے۔ ''هذا اسناد صحيح رجاله ثقات''۔ یہ اسناد صحیح ہے اور اس کے رجال (رواۃ) ثقہ ہیں اور کبھی فرماتے ہیں ''هذا إسناد صحيح رجاله كلهم''[٣٢] یہ اسناد صحیح ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں یہ الفاظ توثیق اسناد تو ثابت کرتے ہیں مگر توثیق متن ان الفاظ سے ثابت نہیں ہوتا ہے ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ حدیث کی سند میں تمام راوی ثقہ ہوں مگر متن میں کوئی ایسی علت ہو جس کی بناپر حدیث پر صحیح کا حکم لگانا درست نہ ہوامام ذیلعی فرماتے ہیں'' وَصِحَّةُ الْإِسْنَادِ يَتَوَقَّفُ عَلَى ثِقَةِ الرِّجَالِ، وَلَوْ فُرِضَ ثِقَةُ الرِّجَالِ لَمْ يَلْزَمْ منه صِحَّةُ الْحَدِيثِ، حَتَّى يَنْتَفِيَ منه الشُّذُوذُ وَالْعِلَّةُ''[٣٣] یعنی سند کی صحت راویان کی وثاقت پر موقوف ہے، اور اگر راویان کی وثاقت معلوم ہو جائے تو اس سے یہ لازم

نہیں ہوتا کہ حدیث بھی صحیح ہے یہاں تک کہ وہ (صحیح الاسناد) روایت علت اور شذوذ سے پاک ثابت نہ ہو۔امام ابن حجر فرماتے ہیں۔لایلزم من کون رجاله ثقات ان یکون صحیحا [۳۴] یعنی رجالہ ثقات کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حدیث صحیح بھی ہو۔اور دور حاضر کے محقق عالم ڈاکٹر سراج الاسلام حنیف فرماتے ہیں"رجالہ ثقات اس کے راوی ثقہ ہیں، ان الفاظ کے وارد ہونے سے یہ ضروری نہیں کہ حدیث کو صحیح تسلیم کیا جائے اس لیے کہ ممکن ہے کہ وہ معلول ہو ور رجالہ ثقات میں بسا اوقات ثقہ رواۃ کے درمیان کوئی راوی ضعیف بھی ہوتا ہے"[۳۵] اور تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ امام بوصیری کسی سند پر رجالہ ثقات کا حکم لگاتے ہیں مگر اس سند کے تمام راوی ثقہ نہیں ہوتے بلکہ ضعیف بھی ہوتے ہیں۔

۱۱. علاوہ ازیں توثیق کے لیے جو بلند کلمات مثلا اوثق الناس ،اضبط الناس ،الیہ المنتھیٰ فی التثبت، لااعرف لہ نظیرا یا تاکیدی کلمات ثقۃ ثقہ ،ثبت ثبت، ثقہ ثبت، یا ثقہ جبل کہیں بھی نہیں استعمال کیے حالانکہ بہت سی اسناد میں اس درجہ کے رواۃ بھی موجود تھے۔اسی طرح ایک آدھ بار کسی راوی کے بارے میں صدوق کہا ہے، گویا امام بوصیری کی توثیق و تعدیل میں مراتب تعدیل کا کوئی لحاظ نہیں رکھا گیا ہے پہلے درجہ اور چھٹے درجہ تعدیل کے رواۃ کے لیے بھی ایک ہی پیمانہ ہے رجالہ ثقات۔

۱۲. البتہ جرح میں امام بوصیری مراتب جرح کا لحاظ رکھتے ہیں اور کذاب، متروک، منکر، مجہول، ضعیف، مدلس کا حکم لگاتے ہیں۔مگر بسااوقات وضاع اور کذاب کے بارے میں متفق علی ضعفہ اور ضعیف بالاتفاق کہہ کر جرح شدید کو سہل کر دیتے ہیں۔

۱۳. امام بوصیری بسااوقات کسی قابل جرح راوی سے چشم پوشی بھی کر جاتے ہیں مثلا حَدثنَا مُحَمَّد بن حسان الْأَزْرَقثَنَا عبد الْمجِيد بن أبي دَاوُدثَنَا مَرْوَان بن سَالم عَن صَفْوَان بن عَمْرو عَن شُرَيْح بن عبيد الْحَضْرَمِيّ عَن أبي الدَّرْدَاء قَالَ قَالَ سُول الله صلى الله عليه وسلم إن أحسن مَا زرتم الله به فِي قبوركم ومساجدكم الْبيَاض هذا إِسْنَاد ضَعِيف شُرَيْح بن عبيد لم يسمع من أبي الدَّرْدَاء قاله الْمزي فِي التهذيب كَذَا قَالَ العلائي فِي الْمَرَاسِيل والمزي فِي التهذيب لم يذكر أَن روايته عَن أبي الدَّرْدَاء مُرْسلَة بل ذكرها ساكتا عليها[۳۶]

امام بوصیری نے شریح بن عبید کی وجہ سے سند کو ضعیف کہا ہے مگر مروان بن سالم پر کوئی بحث نہیں کی ہے جبکہ آئمہ ناقدین کا کلام ان پر موجود ہے۔ مراوان بن سالم ابو عبداللہ جزری، شامی، قرقسانی، غفاری، تابعی صغیر۔امام بخاری نے اسے منکر الحدیث قرار دیا ہے۔امام نسائی نے متروک کہا ہے۔ساجی نے اسے وضع حدیث سے موصوف کیا ہے۔ابن حجر نے بھی اسے متروک کہا ہے[۳۷]

۱۴. امام بوصیری سے بسااوقات ملتے جلتے ناموں کی تعیین میں بھی تسامح ہو جاتا ہے جیساکہ اسامہ بن زید لیثی کو عدوی سمجھ کر حدیث پر ضعف کا حکم لگا دیا۔اسامہ بن زید، ابوزید مدنی دو ہیں عدوی اور لیثی۔ان میں فرق ان کی نسبت سے کیا جا سکتا ہے یعنی عدوی اور لیثی سے عدوی ضعیف ہیں اور لیثی صدوق ہیں اور ان کے حفظ میں کچھ ضعف ہے، مسلم کے رواۃ میں شامل ہیں۔امام بوصیری نے انہیں عدوی سمجھ کر ضعیف قرار دیا ہے۔اور مذکورہ حدیث پر ضعیف کا حکم بھی لگایا ہے جبکہ اس کے تمام رواۃ مسلم کے رواۃ بھی ہیں یعنی حدیث امام مسلم کی شرط پر ہے اور اسامہ بن زید کی بنا پر حسن ہے کیونکہ ان کے حافظہ میں کچھ ضعف بھی ہے نیز حدیث کا متن ثابت بھی ہے اور اس کے شواہد بھی موجود ہیں۔[۳۸]

۱۵. امام بوصیری بسا اوقات ذو احتمال ناموں کی مکمل وضاحت نہیں کرتے ہیں مثلاً حَدثنَا مُحَمَّد بن الْمُصَفّى الْحِمصِي حَدثنَا بَقِيَّة عَن عبد الله بن وَاقد عَن مُحَمَّد بن عجلَان عَن عَمْرو بن شُعَيْب عَن ابيه عَن جده قَالَ نهىٰ رَسُول الله صلى الله عليه وَسلم عَن الاحتباء يَوْم الْجُمُعَة يَعْنِي وَالْإِمَام يخْطب هذا إِسْنَاد ضَعِيف بَقِيَّة هو ابْن الْوَلِيد مُدَلّس وَشَيْخه إِن كَانَ الهروِيّ فقد وثق وَإِلَّا فهو مجهول وله شاهد من حَدِيث أنس بن مَالك رَوَاه أَبُو دَاوُد وَالتِّرْمِذِيّ وَقَالَ حَدِيث حسن-[۳۹] بقیہ کے شیخ عبداللہ بن واقد کے بارے میں دو احتمال ہیں یا تو یہ ہروی ہیں یا پھر حرانی ہیں اگر یہ ہروی ہیں تو ثقہ ہیں اور اگر حرانی ہیں تو ضعیف ہیں۔ مگر امام بوصیری إِن كَانَ الهروِيّ فقد وثق وَإِلَّا فهو مجهول فرماتے ہیں۔

۱۶. امام بوصیری بعض اوقات کسی راوی کے متعلق یوں فرماتے ہیں کہ میں نے ان پر کسی کی جرح و تعدیل نہیں دیکھی۔یہ بھی کسی راوی کے مجہول ہونے کی دلیل ہے کہ ائمہ فن اسے جانتے ہی نہیں ورنہ ضرور اس کی توثیق یا تضعیف کی جاتی۔

۱۷. امام بوصیری مدلسین کی صراحت سماعت کو تلاش کرکے ذکر کرتے ہیں اور تدلیس کے عیب کو بھی زائل کرتے ہیں کرتے ہیں[۴۰]

۱۸. امام بوصیری بسا اوقات کسی سند پر رجالہ ثقات کا حکم صادر فرماتے ہیں مگر درحقیقیت وہ حکم درست نہیں ہوتا جیسا کہ حَدثنَا مُحَمَّد بن إِسْمَاعِيل الرَّازِيّ حَدثنَا عبيدالله بن مُوسَى أَنبأَنَا الْعَلَاء بن صَالح عَن المنهال عَن عباد بن عبد الله قَالَ قَالَ على أَنا عبد الله وأخو رَسُوله صلى الله عليه وسلم وَأَنا الصّديق الْأَكْبَرلَا يقولها بعدِي إِلَّا كَذَّاب صليت قبل النَّاس بِسبع سِنِين هذا إِسْنَاد صَحِيح رِجَاله ثِقَات[۴۱]

۱۹. امام بوصیری نے اس سند پر رجالہ ثقات کا حکم لگایا ہے مگر اس کے تمام رجال ثقات نہیں ہیں، عباد بن عبداللہ ضعیف اور متروک راوی ہے، اور اس کے بارے میں امام بخاری نے فرمایا: فیہ نظر اور وہی حدیث کے بطلان کا سبب ہے، امام ذہبی نے فرمایا یہ حدیث علی رضی اللہ عنہ پر جھوٹ ہے،[۴۲]

۲۰. امام بوصیری نے بعض احادیث کو زوائد میں شمار کیا ہے حالانکہ وہ زوائد میں سے نہیں ہیں جیسا کہ حَدثنَا أَبُو بكر بن أبي شيبَة حَدثنَا شَبابَة عَن ابْن أبي ذِئْب عَن الزُّهريّ عَن عُرْوَة عَن عَائِشَة وَحدثنَا عبد الرَّحْمَن بن إِبْرَاهِيم الدِّمَشْقِي ثَنَا الْوَلِيد بن مُسلم ثَنَا الْأَوْزَاعِيّ عَن الزهرى وهذا حَدِيث أبي بكر قَالَت كَانَ رَسُول الله صلى الله عليه وسلم يُصَلِّي بَين أَن يفرغ من صَلَاة الْعشَاء إِلَى الْفجْر إِحْدَى عشرَة رَكْعَة يسلم منكل اثْنَتَيْنِ ويوتر بِوَاحِدَة وَيسْجد فيهن سَجْدَة بِقدر مَا يقْرَأ أحدكُم خمسين آيَة قبل أَن يرفع راسه فَإِذا سكت الْمُؤَذّن من الْأَذَان الأول من صَلَاة الصُّبْح قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خفيفتين هذا إِسْنَاده صَحِيح رجاله ثِقَات رَوَاه مُسلم بعضه من حَدِيث عَائِشَة وَرَوَاه النَّسَائِيّ فِي الْكُبْرَى عَن قُتَيْبَة عَن مَالك عَن الزهرى وَرَوَاه بن حبَان فِي صَحِيحه عَن عبد الله بن مُحَمَّد بن مُسلم عَن عبد الرَّحْمَن بن إِبْرَاهِيم الدِّمَشْقِي به[۴۳] ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء کے بعد سے فجر تک گیارہ رکعت پڑھتے تھے، اور ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے، اور ایک رکعت وتر پڑھتے تھے، اور ان رکعتوں میں سجدہ اتنا طویل کرتے کہ کوئی سر اٹھانے سے پہلے پچاس آیتیں پڑھ لے، اور جب مؤذن صبح کی پہلی اذان سے فارغ ہو جاتا تو

آپ کھڑے ہوتے، اور دو ہلکی رکعتیں پڑھتے۔ یہ حدیث صحاح ستہ میں مذکور ہے۔[۴۴] بوصیری نے اس حدیث کی تخریج میں سنن کبریٰ کا ذکر کیا ہے، جب کہ یہ سنن صغری میں ہے، اس لئے یہ زوائد میں سے نہیں ہے،

۲۱. امام بوصیری باقی ناقدین کی جرح پر نقد بھی کرتے ہیں جیساکہ خالد بن ابی الصلت کے بارے میں فرماتے ہیں۔ وَقد أَخطَأ من زعم أَن خَالِد بن الصَّلْت مجهول جس نے خالد بن ابی الصلت کو مجہول سمجھا اس نے خطا کی ہے۔[۴۵]

۲۲. امام بوصیری بسا اوقات ان رجال کی تعدیل بھی کرتے ہیں جن کو باقی ناقدین نے مجروح قرار دیا ہے۔امام بوصیری ان سے جرح کو دور بھی کرتے ہیں ۔حَدثنَا هشام بن عمار حَدثنَا الْوَلِيد بن مُسلم حَدثنَا ثَوْر بن يزِيد عَن رَجَاء بن حَيْوَة من وراد كَاتب الْمُغيرَة بن شُعْبَة عَن الْمُغيرَة بن شُعْبَة أَن رَسُول الله صلى الله عَلَيه وَسلم مسح أَعلَى الْخُف وأسفله قيل الْوَلِيد مُدَلّس وثور مَا سمع من رَجَاء بن حَيْوَة وَكَاتب الْمُغيرَة أرْسله وهو مجهول أُجِيب عنه بِأَن الْوَلِيد قَالَ حَدثنَا ثَوْر فَلَا تَدْلِيس وَسَمَاع ثَوْر قد أثْبته البهيقي وَصرح بِأَن ثورا قَالَ حَدثنَا رَجَاءوَكَاتب الْمُغيرَة ذكر الْمُغيرَة فَلَا إرْسَال وَكَاتب الْمُغيرَة اسْمه وراد كَمَا صرح به ابْن ماجة وكنيته أَبُو سعيد روى عنه الشّعبِيّ وَغَيره [۴۶] اس اسناد کے تین افراد پر جرح تھی ۔ ولید بن مسلم مدلس ہے، ثور کا رجاء بن حیوہ سے سماع ثابت نہیں، کاتب مغیرہ مجہول ہے۔ امام بوصیری نے تینوں کی تعدیل کی ہے وہ اس طرح کہ ولید بن مسلم نے صیغہ سماع کی صراحت حدثنا سے کردی ہے اور اس سے تدلیس زائل ہو گئ۔ اور ثور بن یزید کے سماع از رجاء بن حیوہ کو امام بیہقی نے ثابت کیا ہے اور اور مغیرہ کے کاتب کا نام وراد ہے کنیت ابو سعید ہے اور شعبی کے شیخ ہیں لہٰذا مجہول نہیں ہیں۔

۲۳. امام بوصیری سند پر حکم لگانے میں احتیاط سے کام لیتے ہیں اور شواہد کو مدنظر رکھتے ہیں جیساکہ حَدثنَا مُحَمَّد بن مُوسَى الوَاسِطِيّ حَدثنَا الْمُعَلَّى بن عبد الرَّحْمَنحَدثنَا ابْن أبي ذِئْب عَن نَافِع عَن ابْن عمر قَالَ قَالَ رَسُول الله الْحسن وَالْحُسَيْن سيدا شباب اهل الْجنَّةوأبوهما خير منها [۴۷] محمد بن موسیٰ الواسطی از معلیٰ بن عبدالرحمان از ابن ابی ذئب از نافع عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "حسن و حسین جنت کے

نوجوانوں کے سردار ہیں، اور ان کے والد ان سے بہتر ہیں. امام بوصیری نے اس حدیث پر ان الفاظ میں حکم لگایا ہے۔وَهذا إِسْنَاد ضَعِيف الْمُعَلَّى بن عبد الرَّحْمَن اعْترف بِوَضْع سبعين حَدِيثا فِي فضل عَليّ ابْن أبي طَالب قَالَه ابْن معِين وأصل الحَدِيث فِي التِّرْمِذِيّ وَالنَّسَائِيّ من طَرِيق زر بن حُبَيْش عَن حُذَيْفَة یہ حدیث ضعیف ہے بقول ابن معین معلیٰ بن عبدالرحمان نے حضرت علی کی شان میں ستر احادیث گھڑنے کا اعتراف کیا ہے۔ مگر اصل حدیث ترمذی اور نسائی میں زر بن حبیش از حذیفہ کے طریق سے مذکور ہے ۔ معلیٰ بن عبدالرحمٰن ضعیف اور ذاہب الحدیث ہیں اور وضاع ، لیکن شواہد کی بناء پر یہ حدیث صحیح ہے، جیسا کہ ترمذی اور نسائی نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے،

۲۴. امام بوصیری احادیث میں مبہم افراد کی وضاحت بہی کرتے ہیں حَدثنَا يحيى بن الْفضل الْمقرِيحَدثنَا أَبُو عَامرحَدثنَا حَمَّاد بن سَلمَة عَن عَاصِم عَن أبي صَالح عَن أبي هرَيْرَة أَن رجلا من الْأَنْصَار أرسل إِلَى رَسُول الله صلى الله عليه وسلم أَن تعال فَخط لي مَسْجِدا فِي دَاري أُصَلِّي فيه وَذَلِكَ بعد مَا عمي فجَاء فَفعل از یحیٰ بن الفضل المقری از ابو عامر از حماد بن سلمہ از عاصم از ابو صالح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ انصار کے ایک آدمی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خبر بھیجی کہ آپ تشریف لائیں اور میرے گہر میں مسجد کے لیے حد بندی کر دیں تاکہ میں اس میں نماز پڑھا کروں، اور یہ اس لیے کہ وہ صحابی نابینا ہو گئے تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، اور ان کی مراد پوری کر دی هذاإِسْنَاد صَحِيح رِجَاله ثِقَات وَالرجل الْمُبهم فى هذا الحَدِيث هو عتْبَان بن مَالك وهو فِي الصَّحِيحَيْنِ وَالنَّسَائِيّ من حَدِيث عتْبَان بن مالک۔[48] یہ اسناد صحیح ہے اس کے رجال ثقات ہیں اور انساری مرد سے مراد صحابی رسول عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں اور صحیحین و نسائی میں عتبان بن مالکؓ کا نام مذکور ہے۔

۲۵. امام بوصیری توثیق کرتے ہوئے عموما پوری سند پر حکم لگاتے ہیں جیسا کہ ہذا اسناد صحیح رجالہ ثقات یہ سند صحیح ہے اور اس کے رجال ثقات ہیں مگر بسا اوقات جب کسی راوی کی وثاقت غیر مشہور ہو تو اس کی وضاحت کرتے ہیں اور جو زیادہ مشہور ہوں تو ان کے بارے میں فرماتے ہیں لَا يسْأَل عَن حالهم لشهرتهم ان کی شہرت کی بناء پر ان کا حال پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں۔

جیسا کہ حَدثنَا مُحَمَّد بن الصَّباح أَنبأَنَا سُفْيَان عَن عبد الْكَرِيم عَن مُجَاهد عَن عبد الله بن عَمْرو قَالَ قَالَ رَسُول الله صلى الله عليه وَسلم من ادّعى إِلَى غير أَبيه لم يرح رَائِحَة الْجنَّة وَإِن ريحها ليوجد من مسيرَة خَمْسمِائَة مائَة عَام **عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص اپنا والد کسی اور کو بتائے، وہ جنت کی خوشبو نہیں سونگھ سکے گا، حالانکہ اس کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت سے محسوس ہوتی ہے"۔**
هذا إِسْنَاد صَحِيح رِجَاله ثِقَات لِأَن مُحَمَّد بن الصَّباح هو أَبُو جَعْفَر الْجِرْجَانِيّ التَّاجِر قَالَ ابْن معِين لَا بَأْس به وَقَالَ أَبُو حَاتِم صَالح الحَدِيث وَذكره ابْن حبَان فِي الثِّقَات وَبَاقِي رجال الْإِسْنَاد لَا يسْأَل عَن حالهم لشهرتهم رَوَاه الإِمَام أَحْمد فِي مُسْنده من حَدِيث عبدالله بن عُرْوَة أَيْضا وَرَوَاه أَبُو بكر بن أبي شيبَة فِي مسنده من طَرِيق الحكم عَن مجاهد إِلَّا انه قَالَ من ادّعى غير موَالِي وَقَالَ سبعين عَاما وَفِي آخِره زِيَادَة وله شاهد فِي الصحيحن وَغَيرهما من حَدِيث سعد بن أبي وَقاص وَأبي بكر **امام بوصیری کے کلام میں بسا اوقات تعارض بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ مذکورہ بالا روایت میں عبدالکریم کی وثاقت کے مشہور ہونے کا حکم لگایا مگر دوسرے مقام پر ان کے ضعف پر سب کا اتفاق نقل کرتے ہیں**[۴۹]

۲۶. **امام بوصیری کی توثیق و تعدیل میں مراتب تعدیل کا کوئی لحاظ نہیں رکھا گیا ہے پہلے درجہ اور چھٹے درجہ تعدیل کے رواۃ کے لیے بھی ایک ہی پیمانہ ہے رجالہ ثقات۔**

۲۷. **امام بوصیری اسناد میں علمی نکات و لطائف کو بھی واضح کرتے ہیں** مثلا حَدثنَا أَبُو بكر بن أبي شيبَة ثَنَا عبيد الله عَن شَيبَان عَن الْأَعْمَش عَن عَمْرو بن مرّة عَن يُوسُف بن ماهک عَن عبيد بن عُمَيْر عَن عَائِشَة قَالَت قَالَ رَسُول الله صلى الله عليه وَسلم أَن أعظم النَّاس فِرْيَة لرجل هاجى رجلا فهجا الْقَبِيلَة بأسرها وَرجل انْتَفَى من ابيه وزنى أمه**(ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سب سے بڑا بہتان لگانے والا وہ شخص ہے جو کسی ایک شخص کی ہجو و مذمت کرے، اور جواب میں وہ اس کی ساری قوم کی ہجو و مذمت کرے، اور وہ شخص جو اپنے باپ کے علاوہ دوسرے کو باپ بنائے، اور اپنی ماں کو زنا کا مرتکب قرار دے)"** هذا إِسْنَاد صَحِيح رِجَاله ثِقَات وَعبيد الله هو ابْن مُوسَى الْعَبْسِي أَبُو مُحَمَّد وشيبان هو ابْن عبد الرَّحْمَن النَّحْوِيّ أَبُو مُعَاوِيَة الْمُؤَدب وَالْأَعْمَش

وهو سُلَيْمَان بن مهرَان وَفِي هذا الْإِسْنَاد لَطِيفَة أَرْبَعَة من التَّابِعين يروي بَعضهم عَن بعض-اس روایت میں چار تابعین جمع ہیں جو ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں یعنی اعمش ، تابعی عمرو بن مرہ تابعی سے اور وہ یوسف بن ماہک تابعی سے اور وہ عبید بن عمیر تابعی سے روایت کرتے ہیں۔

۲۸. امام بوصیری توثیق میں متساہل ہیں ضعیف رواۃ کی بھی توثیق کر دیتے ہیں۔لہٰذا امام بوصیری کے قول ''رجالہ ثقات ''کا بلا تحقیق اعتبار نہیں کیا جاسکتا ہے۔

۲۹. امام بوصیری جرح میں متشدد نہیں ہیں۔لہٰذا امام بوصیری کسی راوی پر جرح کریں تو واری واقعی مجروح ہوتا ہے۔

۳۰. امام بوصیری تعدیل میں مراتب تعدیل کا خیال نہیں کرتے آپ نے کسی بھی موثوق راوی کے لیے توثیق اور تعدیل کے اعلیٰ درجہ کے الفاظ ذکر نہیں کیے ہیں۔اور جو تعدیل کے اعلیٰ مرتبہ پر ہو اس کو بھی اعلیٰ مرتبہ نہیں دیتے بلکہ '' هذا اسناد صحيح رجاله ثقات '' ہی کہتے ہیں جیساکہ عبدالرحمان بن مہدی کے بارے ناقدین کے اقوال توثیق بہت بلند ہیں ابن المدینی فرماتے ہیں ما رايت اعلم منه[50] اور امام ذہبی فرماتے ہیں الحافظ، الامام العالم، كان افقه من يحيىٰ القطان[51] اور امام ابن حجر فرماتے ہیں ثقة ثبت حافظ عارف بالرجال والحديث جبکہ ہشام بن عمار اور ابراہیم بن عبداللہ جمہور کے نزدیل توثیق کے مرتبہ پر فائز نہیں جبکہ تعدیل کے مرتبہ چہارم پر ہیں مگر امام بوصیری ان کے لیے بھی هذا اسناد صحيح رجاله ثقات کے الفاظ استعمال کرتے ہیں اور امام بوصیری کا یہی ایک اسلوب ہے توثیق میں مراتب کا لحاظ بالکل نظر نہیں آتا ہے۔البتہ جب کسی حدیث پر صحیح کا حکم لگانا مقصود ہو ار اس میں کوئی راوی شدید مجروح ہو تو وہاں توثیق کا انتہائی کم مرتبہ استعمال کرتے ہیں جیساکہ جمیل بن حسن کے متعلق ناقدین کے شدید الفاظ جرح موجود ہیں جن میں سے امام بوصیری صرف عبدان کا قول نقل کرکے فرماتے ہیں وارجو انه لاباس به [52]

۳۱. امام بوصیری نے کسی بھی راوی کے لیے جرح کے سخت ترین الفاظ استعمال نہیں کیے ہیں مثلا اكذب الناس ، اليه المنتهىٰ فى الكذب،هو ركن الكذب، منبع الكذب ، معدن الكذب جیسے الفاظ کسی بھی راوی کے لیے استعمال نہیں کیے ہیں ،جرح میں سب سے شدید اور

اعلیٰ مرتبہ کے لیے کذاب ، وضاع، متفق علیٰ ضعفه کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ محمد بن محصن العکاشی کے لیے ناقدین نے شدید الفاظ جرح استعمال کیے ہیں اور اسے کذاب ، وضاع ، متروک، متہم ساقط قرار دیا ہے جب کہ امام بوصیری صرف اتنا ہی فرماتے ہیں وَقد اتَّفقُوا علی ضعفه [۵۳]

۳۲. اسی طرح جرح کے کم مرتبہ کے لیے فيه مقال ،ضعيف،منكر، لم أر من تكلم فِيهِ، لم أرمن جرحه وَلَا من وَثَّقَهُ ،مُخْتَلف فِيهِ جیسے الفاظ استعمال کیے ہیں

۳۳. امام مزی کا مشہور قول ہے ''كل ما انفرد به ابن ماجه فهو ضعيف''[۵۴] (کہ ہر وہ روایت جو سنن ابن ماجہ میں ہو اور صحاح ستہ کی کسی دوسری کتاب میں نہ ہو تو وہ ضعیف ہے۔) کی تحقیق کرتے ہوئے امام ابن حجر نے دو نتائج تک رسائی کی۔اول: وليس الأمر في ذلك على إطلاقه باستقرائي وفي الجملة ففيه أحاديث منكرة مطلق طور پر تمام زوائد ابن ماجہ ضعیف نہیں البتہ ان زوائد میں بہت سی احادیث منکر ہیں۔یعنی امام مزی کا قول کلی طور پر درست نہیں ہے۔دوم:لكن حمله على الرجال أولى وأما حمله على أحاديث فلا يصح[۵۵] علامہ مزی کے قول کو رجال (اسناد) پر محمول کرنا بہتر ہے اور احادیث (متون حدیث) پر محمول کرنا درست نہیں ہے۔امام بوصیری کی کتاب مصباح الزجاجہ پر تحقیقی کام کرنے سے معلوم ہوا کہ امام مزی کی بات کو کلی طور پر رجال پر محمول کرنا بھی درست نہیں ہے۔اس لیے کہ زوائد ابن ماجہ کے رجال میں ثقہ ، ثبت ، صدوق، کذاب ، متروک، ضعیف ہر طرح کے رجال موجود ہیں ۔اور زوائد ابن ماجہ کے رجال میں احمد بن ثابت الجحدری، ابو بکر البصری، احمد بن محمد بن یحییٰ بن سعید القطان، ابوسعید البصری، احمد بن منصور بن سیار البغدادی الرمادی ابو بکر، ابراہیم بن محمد بن عبداللہ، بن جحش الاسدی ، ارقم بن شرحبیل الاودی الکوفی، اسحاق بن ابراہیم بن داود، السواق البصری، اسماعیل بن ابراہیم البالسی، اسماعیل بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب الہاشمی، اسید بن المتشمس بن معاویہ التمیمی السعدی، ایوب بن محمد الہاشمی البصری ، المعروف قلب وغیرہ جیسے ثقات و اثبات موجود ہیں۔لہٰذا کلی طور پر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ رجال زوائد ابن ماجہ ضعیف ہیں۔ہاں یہ بات درست ہے کہ زیادہ تر ضعیف راوی ہیں۔

حوالہ جات

[1] القشيرى، مسلم بن الحجاج ، ابوالحسن ، نيشابورى(المتوفى: ٢٦١ھ)، صحيح مسلم بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم،تحقيق:محمد فواد عبدالباقى،ط:دار احياء التراث العربى بيروت،

[2] ابن صلاح، عثمان بن عبدالرحمان، معرفة أنواع علوم الحديث، تحقيق، عبد اللطيف الهميم ، ماهر ياسين الفحل ،ط١ : ٢٠٠٢ م، دار الكتب العلمية١/٤٩١

[3] دادی کی میراث کے مسئلہ میں جب مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا ایک فیصلہ سنایا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مغیرہ سے گواہ طلب کیا، اس مطالبے پر حضرت محمد بن مسلمہ نے گواہی دی ترمذی، محمد بن عیسی بن سَورة بن موسی بن الضحاک، ،ابو عیسی (المتوفی: ۲۷۹ھ) سنن الترمذی تحقیق ،احمد محمد شاکر شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی مصر ۴/۴۲۰ (۲۱۰۱) سنن ابی داود (۲۸۹۴)، سنن ابن ماجہ (۲۷۲۴) اسی طرح دروازے پر دستک دینے کے متعلق جب ابو موسیٰ اشعریؓ نے حدیث پیش کی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے گواہی طلب کی تو ابو سعید خدریؓ نے گواہی دی سنن ابی داود (5180)

[4] ابن عدى ،أبو أحمد الجرجاني (المتوفى: ٣٦٥ھ) الكامل في ضعفاء الرجال تحقيق: عادل أحمد عبد الموجود ط: ١٩٩٧م الكتب العلمية - بيروت-لبنان١/١٠٠تا١٥٠

٥ السخاوى، محمد بن عبد الرحمن بن محمد بن أبي بكر بن عثمان بن محمد (المتوفى:٩٠٢ھ) المتكلمون في الرجال تحقيق عبد الفتاح أبو غدة ط: ١٩٩٠ دار البشائر بيروت٩٣تا ١٠٣ ؛غورى، سيد عبد الماجد، معجم الفاظ الجرح والتعديل، ط:٢٠٠٩، زمزم للطباعة والنشر والتوزيع، كراچى، پاكستان، ١٣تا ٦٨

٦ السخاوى ، محمد بن عبد الرحمن بن محمد (المتوفى: ٩٠٢ھ)، الضوء اللامع لأهل القرن التاسع ط: منشورات دار مكتبة الحياة بيروت ٢٥١/١ ؛ عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (المتوفى : ٩١١ھ) ،حسن المحاضرة في تاريخ مصر والقاهرة المحقق : محمد أبو الفضل إبراهيم-ط 1: ١٩٦٧م دار إحياء الكتب العربية ، عيسى البابي الحلبي وشركاه ،مصر١/٢٠٦؛ إسماعيل بن محمد أمين بن مير سليم الباباني البغدادي (المتوفى: ١٣٩٩ھ)، هدية العارفين أسماء المؤلفين وآثار المصنفين،ط: ١٩٥١ دار إحياء التراث العربي بيروت، لبنان١/١٢٤

٧ خير الدين بن محمود بن محمد بن علي بن فارس، الزركلي الدمشقي ،الأعلام ط١٥: ٢٠٠٢ م ، دار العلم للملايين ١/١٠٤

٨ السخاوي، محمد بن عبد الرحمن بن محمد شمس الدين أبو الخير (المتوفى: ٩٠٢ھ)الضوء اللامع لأهل القرن التاسع١/٢٥١: حسن المحاضرة في تاريخ مصر والقاهرة ١/٢٠٦؛ أعلام١/١٠٤

٩ الضوء اللامع لأهل القرن التاسع١/٢٥٢

١٠ ايضا

۱۱ ایضا

۱۲ أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى: ۸۵۲ھ)، إنباء الغمر بأبناء لعمر-المحقق، د حسن حبشي ط: ۱۹۶۹ المجلس الأعلى للشئون الإسلامية ،لجنة إحياء التراث الإسلامي، مصر جلد۲/۴۷۱

۱۳ عبد الحي بن أحمد بن محمد ابن العماد العَكري الحنبلي، أبو الفلاح (المتوفى: ۱۰۸۹ھ) شذرات الذهب في أخبار من ذهب المحقق: محمود الأرناؤوط ،ط۱: ۱۹۸۶ م دار ابن كثير، دمشق – بيروت۹/۳٤۰، الضوء اللامع 251/1؛هدية العارفين أسماء المؤلفين وآثار المصنفين**۱/۲۲۵**؛ حسن المحاضرة في تاريخ مصر والقاهرة۱/۳٦۳؛شذرات الذهب في أخبار من ذهب۹/۳٤۰

١٤ الضوء اللامع لأهل القرن التاسع۱/۲٥۲

۱٥ شذرات الذهب في أخبار من ذهب۹/٥۱۲؛الضوء اللامع لأهل القرن التاسع٦/۱۳۱،۱۲٦

[۱٦] الضوء اللامع ۱/۲٥۲

[۱۷] إسماعيل بن محمد أمين بن مير سليم الباباني البغدادي (المتوفى: ۱۳۹۹ھ)- هدية العارفين أسماء المؤلفين وآثار المصنفين ط: ۱۹٥۱دار إحياء التراث العربي بيروت – لبنان۱/۱۲٥

[۱۸] الشيخ مختار حسين ـتصحيح و تعليق على زوائد ابن ماجه ـط: ۱۹۹۳دار الكتب العلمية، بيروت لبنان **کا بالاستیعاب مطالعہ کرنے سے یہ بات معلوم ہوئی ہے (محقق)**

[۱۹] مصباح الزجاجة في زوائد ابن ماجه۱/۳۳(۸۷)

[۲۰] ***یہاں عبیداللہ کا لفظ ہے جبکہ بعض شروح میں عبداللہ ہے جیسا کہ ابو الحسن، نور الدین السندی (المتوفی ۱۱۳۸) نے کہا:***وفى الزوائد اسناده صحيح لان اسحاق بن عبد الله بن الحارث قال النسائى ليس به باس وقال ابوزرعة ثقة حاشية السندي على سنن ابن ماجه، ۱/ ٥۳۳

[۲۱] مصباح الزجاجة في زوائد ابن ماجه- ۲/۸۱بَاب دَعْوَة الصَّائِم٦۳٦

[۲۲]***ابن عساکر نے ان ہی کے ترجمہ میں یہ حدیث ذکر کی ہے*** أبو القاسم علي بن الحسن بن هبة الله المعروف بابن عساكر (المتوفى: ٥۷۱ھ)- تاريخ دمشق-المحقق: عمرو بن غرامة العمروي ط: ۱۹۹٥ م دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع۸/۲٥٥ (٦٥۳)

[۲۳] أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى: ۸٥۲ھ ***قاہرہ میں پیدا ہوئے اور قاہرہ ہی میں فوت ومدفون ہوئے۔ علم حدیث ورجال کے ائمہ میں سے تھے۔آپ کی بہت سی کتابیں آپ کی زندگی ہی میں قبولیت عامہ کا درجہ حاصل کر چکی تھیں۔آپ کی تصانیف میں لسان المیزان، تقریب التھذیب، الاصابہ فی تمیز اسماء الصحابہ، نزھۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر، فتح الباری فی شرح صحیح البخاری کو بہت شہرت حاصل ہوئی الاعلام لزرکلی ۱/۱۷۸***

[24] متقدمین ناقدین تھے وہ خود رواۃ کی جرح یا تعدیل کرتے تھے، لیکن متاخرین ناقلین ہیں یعنی وہ خود جرح یا تعدیل نہیں کرتے بلکہ متقدمین کے اقوال جرح و تعدیل کو جمع کرکے کسی راوی کی حالت طے کرتے ہیں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اور امام ذہبی رحمہ اللہ بذات خود نقد بھی کرتے ہیں لیکن اکثر یہ
حضرات بھی متقدمین کے اقوال ہی پر اپنے فیصلہ کی بنیاد رکھتے ہیں۔ اسی طرح امام بوصیری بھی ہیں۔

[25] مصباح الزجاجة في زوائد ابن ماجه ١/٦٣(١٧٧)

[26] ایضا ۱/۶۷(۱۹۰)

[27] ایضا ۱/۲۶(۲۶)

[28] ایضا ۴/۶۹(۱۲۲۸)

[29] ایضا ۱/۱۴۲(۱۱۶)

[30] ایضا ۱/۵۶(۱۵۴)

[31] ایضا ۲/۲۶(۵۲۶)

[32] تمام رواۃ اور روایات کی توثیق و تصحیح میں امام بوصیری کا یہ ایک ہی انداز ہے۔ (محقق)

[33] نصب الرایہ ۱/۳۴۷(۱۴۸۰)

[34] تلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر 3/۳۸۴(۱۱۸۳)

[35] معرفت علوم حدیث ۱۴۱

[36] مصباح الزجاجه فی زوائد ابن ماجه ٤/٨٤

[37] الكاشف ٢/٢٥٣ (٥٣٦٦

[38] مصباح الزجاجه فی زوائد ابن ماجه ٢/٤٨(٥٨٠) باب ماجاء فی البكاء علی الميت ميں

[39] مصباح الزجاجه فی زوائد ابن ماجه ١/١٣٧(٤٠٩)

[40] حدثنا محمد بن يحيىٰ احمد بن خالد الوهبى حدثنا محمد بن اسحاق عن يحى بن عباد بن عبدالله بن الزبير عن ابيه عن عائشه عَائِشَة قَالَت لَو كنت اسْتقْبلت من أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرت مَا غسل النبیﷺ غيرنسائه هذا اسناد صحيح رجاله ثقات وَمُحَمّد بن إِسْحَاق وَإِن كَانَ مدلسا وَرَوَاه بالعنعنة فِي هَذَا الْإِسْنَاد فقد رَوَاه ابْن الْجَارُود وَابْن حبَان فِي صَحِيحه وَالْحَاكِم فِي الْمُسْتَدْرك من طَرِيق ابْن إِسْحَاق مُصَرحًا بِالتَّحْدِيثِ فَزَالَتْ تهمة تدليسه۔(مصباح الزجاجه٢/٢٤، ٥٢٥)

مذکورہ سند میں محمد بن اسحاق مدلس ہے اور اس کی جو اسناد یہاں موجود ہے وہ عنعنہ کے ساتھ ہے جو کہ ضعیف ہے مگر ابن جارود اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے مستدرک میں محمد بن اسحاق کی اپنے شیخ (یحیٰی بن عباد) سے صیغہ سماع کی تصریح کر دی ہے لہٰذا تدلیس کا عیب دور ہو گیا۔

[41] مصباح الزجاجه فی زوائد ابن ماجه ۱/۲۰(٤٩)

[42] الموضوعات لابن الجوزی: ۱/۳۴۱، وتلخيص المستدرک للذهبی وتنزيه الشريعة: ۱/۳۸۴، وشيخ الاسلام ابن تيميه وجهوده فی الحديث وعلومه: ۳۱۰،

[43] مصباح الزجاجه فی زوائد ابن ماجه ۲/٦(٤٨١)باب ما جاء فی کم يصلی بالليل

[44] صحيح بخاری۱/۱۲۷(٦١٩) باب الآذان،۳ (۱۱۲۳) باب التهجد، صحيح مسلم ۱/٥٠٨(۱۲۲) سنن ابی داود ۲/۳۹(۱۳۳۶)؛ سنن ترمذی۱/۲۰۹() ؛سنن نسائی۳/۲٥۱(۱۷٥٦) إِبَاحَةُ الصَّلَاةِ بَيْنَ الْوِتْرِ وَبَيْنَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ

[45] مصباح الزجاجه فی زوائد ابن ماجه ۱/٤٧(۱۳۰)

[46] مصباح الزجاجه فی زوائد ابن ماجه ۱/۷۹(۲۲۷)بَاب فِي مسح أَعلَى الْخُف وأسفله

[47] مصباح الزجاجه فی زوائد ابن ماجه ۱/۲۰(٤٨) باب فی فضل علی بن ابی طالب

[48] مصباح الزجاجه فی زوائد ابن ماجه ۱/٩٦(۲۸٥) بَاب الْمَسَاجِد فِي الدّور

[49] مصباح الزجاجه فی زوائد ابن ماجه ۳/۱۱۸(٩۲٩)باب من ادعى إلى غير أبيه أو تولى غير مواليه

[50] **تقریب التہذیب ۱/۳۵۱(۴۰۱۸)**

[51] **ایضاً**

[52] مصباح الزجاجه فی زوائد ابن ماجه /۱۱٦(۳٤٦)

[53] مصباح الزجاجه فی زوائد ابن ماجه ۱/۱۰(۱۸)

[54] **محقق کو تلاش بسیار کے باوجود علامہ مزی کی کسی کتاب میں یہ قول نہیں ملا ہے البتہ تھذیب التھذیب میں علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں** وجدت بخط الحافظ شمس الدين محمد بن علي الحسيني مالفظه سمعت شيخنا الحافظ أبا الحجاج المزي يقول كل ما انفرد به بن ماجة فهو ضعيف يعني بذلك ما انفرد به من الحديث عن الأئمة الخمسة، العسقلاني أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر أبوالفضل (المتوفى: ۸٥۲هـ)- تهذيب التهذيب- ط۱: ۱۳۲٦هـ، مطبعة دائرة المعارف النظامية، الهند۹/٥۳۱

[55] مصباح الزجاجه فی زوائد ابن ماجه ۲/٥۲٤،۲٥)